ابلاغ رواداری ،اسوہ رسولؐ کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد شمس الدین ☆

رسول اللہ کی ذات بلاشبہ پوری انسانیت کے لیے ایک نمونہ ہے-

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (۱)

ترجمہ :-

بے شک رسول اللہ کی ذات میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے- لہٰذا دیگر صفات حمیدہ کی طرح رواداری کی صفت پیدا کرنے کے لیے ہمیں مکمل راہ نمائی آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی سے ملتی ہے-

رواداری کے حوالہ سے سب سے پہلے آپ ﷺ نے انسانیت کو اللہ کا یہ پیغام دیا-

لااکراہ فی الدین (۲)

ترجمہ :-دین کے بارے میں زبردستی نہیں-

مذکورہ آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین کی تبلیغ اور نفاذ کے بارے میں یہ واضح فرمایا کہ کوئی کسی پر زبردستی اپنے عقائد و نظریات نہیں ٹھونس سکتا-

یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے رواداری کا مظاہرہ انتہائی نازک معاملات میں بھی ضروری قرار دیا گیا ہے-رواداری کے مظاہرہ کی اس سے بڑھ کر اور تاکید کیا ہو سکتی ہے-

ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغیر علم(۳)

ترجمہ :- اور ان کے معبودوں کو برا نہ کہو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ جہالت اور دشمنی میں آپ کے خدا کی شان میں گستاخی کریں گے-

آیت مذکورہ میں مسلمانوں کو مشرکین عرب کے معبودوں کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے آج جو مذہبی رواداری کی بات کی جارہی ہے-رسول اللہ ﷺ نے وحی الہی کے حوالہ سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے

☆ صدر شعبہ ابلاغیات اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور-

فرمایا کہ کفار کے معبودوں کو برا نہ کہو اس لیے کہ ایسا کرنے سے وہ مسلمانوں کے سچے خدا کو برا کہیں گے جس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن اور اسوۂ رسول اللہ کے حوالہ سے ہمارا یہ اسلامی فریضہ ہے کہ ہم غیر مسلم ہم وطنوں کے معبودوں کو برا نہ کہیں بلکہ بہت دلنشین اور حکمت کے انداز سے رب العالمین کی صفات کا ذکر کریں تاکہ غیر مسلم خود بخود دین حق کی طرف مائل ہوں۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رواداری ہے کیا؟ رواداری کو ہم کتنی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں؟ مذہبی رواداری کا کیا تصور ہے اور اسوۂ رسول ﷺ سے ہمیں اس سلسلہ میں کیا راہ نمائی ملتی ہے؟ ان سوالات پر اس باب میں بحث کی جائے گی۔

رواداری :

لغوی طور پر رواداری کے معنی جائز رکھنے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں رواداری سے مراد یہ ہے کہ ہم ان باتوں کو بھی جنھیں ہم غلط سمجھتے ہیں دوسروں کا لحاظ کرتے ہوئے برداشت کریں۔

۱) جواب میں وہ بات کہو جو دوسرے کی بات سے بہتر ہو اس سے تمھارا دشمن بھی دوست ہو جائیگا

(۴) سورت ۴۱ رکوع ۵ آیت ۲

۲) بری بات کے جواب میں بھی بہتر بات ہی کہو۔

۵) سورت ۲۳ رکوع ۶ آیت ۴

۳) کفار کے معبودان باطل کو بھی برا مت کہو ورنہ وہ بغیر سمجھے اللہ تعالیٰ کو بے ادبی سے برا کہنے لگیں گے۔

۶) سورت ۶ رکوع ۱۳ آیت ۸

اس اعتبار سے رواداری کو ہم کم از کم مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

مذہبی رواداری :

مذہبی رواداری سے مراد یہ ہے کہ جن لوگوں کے عقائد ہمارے عقائد کے خلاف ہیں انہیں ہم برداشت کریں ان کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے ان پر ایسی تنقید نہ کریں جو ان کے لیے تکلیف دہ ہو اور انہیں ان کے عقائد سے پھیرنے یا ان پر عمل کرنے سے روکنے کے لیے ان پر زبردستی نہ کریں بلکہ

معمولات زندگی میں وسعت قلبی کا ثبوت دیں۔

اہل کتاب کے ساتھ بھی احسن طریقے سے مناظرہ کرو اور یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو تم پر نازل کیا گیا اور معبود ہمارا اور تمہارا ایک ہی ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔ (سورت ۲۹ رکوع ۵ آیت ۲)

اخلاقی رواداری :

اخلاقی اعتبار سے رواداری کا مظاہرہ نہایت اہم ہے ہمیں یہ معلوم ہے کہ کسی ایک چیز کے بارے میں تمام انسانوں کی ایک رائے نہیں ہو سکتی اور مختلف وجوہ کی بناء پر تمام انسان کسی ایک نقطہ نظر پر متحد ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے خیالات و نظریات میں تصادم پایا جاتا ہے اور اس لیے انسانوں کی طبیعتوں کے اختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کرنا ہمارا اخلاقی فرض بن جاتا ہے اور ہمارا یہی رویہ اخلاقی اقدار کی نشان دہی کرتا ہے۔

معاشرتی رواداری :

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان ایک سماجی وجود ہے یہاں پر **Social Animal** کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ انسان کو حیوان کہنا بھی رواداری کے خلاف ہے ایک انسان کی معاشرتی زندگی کے ساتھ دوسرے انسان بھی وابستہ ہوتے ہیں اور یہی وابستگی معاشرتی زندگی کو جنم دیتی ہے۔ ایک معاشرتی زندگی جس کلچر کو پروان چڑھاتی ہے اس کی ترقی کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ افراد اور معاشرہ کے مابین محبت و اخلاص، خوش معاملگی، زندگی میں ہر لمحہ ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے صرف ایک معاشرے کے افراد ہی نہیں بلکہ ایک قوم دوسری قوم اور ایک ملک دوسرے ملک سے معاملات کرنے پر مجبور ہیں۔

اگر ایسے مواقع پر رواداری سے کام نہ لیا جائے تو انسانی تہذیب و تمدن ترقی نہیں کر سکتے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں رواداری کا عملی مظاہرہ نہایت نمایاں ہے لہذا رواداری کے حوالہ سے اسوۂ حسنہ سے چند واقعات پیش کیئے جا رہے ہیں تاکہ ہم اندازہ کر سکیں کہ رحمت عالمؐ کا کیا فرمان ہے اور ہمارا عملی طریقہ کیا ہے۔

۱) حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں عرفات

(چند قبیلوں کا نام ہے) کی طرف روانہ کیا انہوں نے ہماری خبر سن لی اور بھاگ گئے ایک آدمی کو ان میں سے ہم نے پکڑ لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگے مگر ہم نے اسے مار مار کر قتل کر ڈالا - یہ واقعہ میں نے حضورؐ کی خدمت میں بیان کیا - آپؐ نے فرمایا " روز قیامت کلمہ گو کے مد مقابل تیری مدد کون کرے گا - میں نے عرض کیا یا رسولؐ اس نے اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا - حضورؐ نے فرمایا تو نے اس کا دل چیر کر یقین حاصل کیا تھا کہ اس نے اسلحہ کے ڈر کے مارے کلمہ پڑھا تھا؟ آنحضورؐ مسلسل یہی فرماتے رہے کہ روز قیامت ایک کلمہ گو کے مد مقابل کون تیری مدد کرے گا؟ (۷)

۲) حضرت ابو ہریرہؓ کی ماں کافرہ تھیں اور اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہتی تھیں جہالت سے حضور ﷺ کو گالیاں دیتی رہتی تھیں - ابو ہریرہؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی والدہ محترمہ کی شکایت کی - آپؐ نے بجائے غضب کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ابو ہریرہؓ گھر گئے تو ان کی والدہ محترمہ نے غسل کیا اور کلمہ گو ہو گئی - (۸)

۳) انسانی نفسیات کی تاریخ میں مذہبی رواداری کے حوالہ سے درج ذیل واقعہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ ہے - ایک بار ایک عرب دیہاتی (بدو) نے مسجد نبویؐ میں پیشاب کر دیا - صحابہ اسے مارنے کے لیے دوڑے - آپؐ نے فرمایا :" ابھی اسے کچھ مت کہو پہلے پیشاب کرنے دو - جب وہ پیشاب کر چکا تب نرمی سے آپؐ نے اسے فرمایا " یہ جگہ خدا کی عبادت کے لیے ہے - یہاں پیشاب پاخانہ اور گندگی نہیں ہونی چاہیئے - (۹)

اسوۂ حسنہ کے مذکورہ روادارانہ واقعات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا اخلاقی فریضہ یہ ہے کہ دین حق کی دعوت دوسروں تک پہنچائی جائے اور تبلیغ اس انداز سے کی جائے کہ کسی کو مجبور نہ کیا جائے کیونکہ اسلام میں اس کی قطعی اجازت نہیں ہے قرآن کی اس آیت پر غور کیا جائے -

" ولو شاء ربك لآمن من فی الارض کلھم جمیعاً افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مؤمنین "

ترجمہ : اگر آپ کا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آئیں - کیا آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ مسلمان ہو جائیں (۱۰)

اس آیت سے واضح طور سے اس بات کی نشاندہی ہو جاتی ہے کہ دین کے بارے میں زبردستی نہیں ہے اسلام کی حقیقی تعلیمات یہی ہیں کہ دین کے بارے میں جبر و تشدد کی قطعاً اجازت نہیں - تبلیغ اسلام ایک ضروری عمل ہے لیکن کس انداز سے آیت قرآنی پر غور کیا جائے -

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة و جاد لهم بالتی هی احسن (۱۱)

ترجمه : آپ حکمت اور عمدہ نصیحتوں کے ذریعہ (لوگوں) کو اللہ کی طرف بلایئے اور ان سے اچھے طریقے سے بحث کیجئے -

اسی طرح سے تبلیغ کی اہمیت ان آیات قرآنی سے بھی واضح ہو جاتی ہے -

۱) قرآن کے ذریعے نصیحت کرو (۱۲)

۲) اور نصیحت کرتے رہو (۱۳)

۳) اس سے ایمان داروں کو نفع ہوتا ہے (۱۴)

۴) اگر ایک دفعہ سمجھانے سے نفع نہ ہو تو پھر سمجھاؤ - جس کو ڈر ہوگا وہ سمجھ جائے گا اور جو بڑا بدبخت ہوگا وہ اس سے اجتناب کرے گا - (۱۵)

حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلام کی مذہبی رواداری ہی ہے کہ اس کی اشاعت کے بارے میں حکمت، موعظت اور بحث و مباحثہ کی تاکید کی گئی ہے آج بھی ہم مذہبی رواداری ہی کو اپنا کر اسلام کے بارے میں غیر مسلموں کے تمام خدشات دور کر سکتے ہیں اور یقیناً اس کے بہتر نتائج بھی برآمد ہوں گے - جس کے لیے راہ نمائی اسوۂ رسولؐ کی صورت میں موجود ہے -

اس نقطہ نظر کی بناء پر اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ رواداری ہے - عیسائیت جس کے پیروؤں نے اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ بدنام کیا ہے - اس کی تاریخ کے صفحات خون سے رنگین ہیں انہوں نے ادنی سے ادنی مذہبی اختلاف پر اپنے ہم مذہبوں پر جو ظلم و ستم ڈھائے ہیں اس کی تفصیل آج بھی یورپ کے ازمنہ وسطیٰ کی تاریخ میں دیکھی جا سکتی ہے لیکن اسلام نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا کہ دین میں جبر نہیں ہے -

لااکراه فی الدین قدتبین الرشد من الغی (۱۶)

ترجمہ : دین میں زبردستی نہیں راہ درست گمراہی سے علانیہ ممتاز ہو چکی ہے -

تبلیغ حکمت ودانائی اور پند و موعظمت کے ذریعہ کرنی چاہیئے اگر بحث و مباحثہ کی نوبت آجائے تو وہ بھی خوبصورتی سے کرنی چاہیئے - اسلام کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے اور یہی تبلیغ کا صحیح طریقہ ہے اس لیے کہ اسلام نام ہے دل سے یقین اور زبان سے اقرار کا جبر و قوت سے زبان سے تو اقرار کرایا جاسکتا ہے - لیکن دل میں یقین نہیں پیدا کیا جاسکتا اس لیے وہ اسلام معتبر ہی نہیں ہے جس کو جبر و قوت سے منوایا جائے اسلام کی رواداری کا تو یہ عالم ہے کہ اس نے دوسرے مذاہب کے باطل معبودوں کو بھی برا کہنے کی مخالفت کی ہے -

رواداری ذرائع ابلاغ کی روشنی میں

ذرائع ابلاغ کی مدد سے مسلمانوں کو یہ بتانے اور سمجھانے کی ضرورت ہے کہ پورا مسلمان معاشرہ ہی نہیں بلکہ پوری قوم انسانی ایک برادری اور ایک خاندان ہے جس طرح ہم اپنے مفادات کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کے مفادات کی بھی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح پوری نوع انسانی کے مفادات کی حفاظت بھی خود ہمارا اپنا ہی مفاد ہے دوسرے لوگوں کے مفادات کی حفاظت میں اگر ہم اپنا کوئی مفاد قربان کردیتے ہیں تو اس سے ہمیں عارضی طور پر تھوڑا سا نقصان ضرور ہوتا ہے لیکن اجتماعی طور پر ہمیں مجموعی فائدہ پہنچتا ہے اور اس مجموعی فائدہ میں جو ہمارا ایک مستقل اور پائیدار حصہ ہوتا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو ہمیں اپنے مفاد کی حفاظت سے ہو سکتا ہے اگر ہمارے ذرائع ابلاغ اس مقصد کی اتباع و اشاعت کا فریضہ انجام دینے لگیں - تو یقیناً برائی کا خاتمہ ہوتا چلا جائے گا اس کے لیے ذرائع ابلاغ کو اسلامی نظریاتی ریاست کی ضرورتوں سے ہم آہنگ اور مربوط بنانے کے لیے موثر اقدامات کرنے چاہئیں -

جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے -

نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتیں - جواب میں وہ بات کہو جو دوسرے کی بات سے بہتر ہو پھر تم سیکھ لو گے کہ تمہارا دشمن بھی ایسا ہو جائے گا - جیسے بہت گہرا دوست ہو - (۱۷)

حوالہ جات

۱) قرآن ۲۱/ ۳۳

۲) ایضاً ۲/۲۵۵

۳) ایضاً ۶:۱۰۸

۴) سورت ۶۱/۲

۵) ۴/ ۲۳

۶) ۸/ ۱۳

۷) سنن ابی داؤد، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث، مصر مصطفیٰ البابی ۱۹۵۲ء کتاب الجہاد۔

۸) سنن نسائی امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی دہلی مطبع مجتبائی کتاب التحریم۔

۹) جامع ترمذی امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی بیروت دارالکتب العربیة
کتاب الطھارة

۱۰) قرآن ۹۹/ ۱۰

۱۱) قرآن ۱۲۵/ ۱۶

۱۲) قرآن ۱۶/ ۵۰

۱۳) قرآن ۱/ ۵۲

۱۴) قرآن ۹/ ۵۱

۱۵) قرآن ۱۱-۹/ ۸۷

۱۶) قرآن ۲/۲۵۶

۱۷) قرون ۳/ ۴۱